ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کشور ناہید کی نسائی فکر: خطوط کے آئینے میں

Kishwar Naheed's Feminist Thought: In the light of her Letters

ڈاکٹر محمد فیاض
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد
mfayyaz@numl.edu.pk

Abstract
This study explores Kishwar Naheed's feminist thought in her Letters, a significant work in Urdu literature that gives voice to the lived experiences, struggles, and aspirations of women. The research specifically examines three selected letters "The Stairs of Age," "The Enchantment of First Tastes," and "The Search for the Complete Woman." These letters highlight a woman's journey from childhood to adulthood, addressing themes of social oppression, personal growth, and the pursuit of identity. She explains her feminist thought through her texts, these letters revealed that how She fearlessly portrays the complexities of womanhood and provides valuable insight into the stages of a woman's life within a patriarchal social order.

Keywords: Kishwar Naheed, Women, Explores, Social Stages, Childhood

کشور ناہید اردو ادب کی ایک نامور اور بے باک شاعرہ اور ادیبہ ہیں جن کی نسائی فکر نے روایتی مرد اساس معاشرے میں عورت کے خاموش کردار کو ایک طاقتور زبان دی ہے۔ ان کی نثری تصانیف اور خطوط، جیسے کہ "بری عورت کے خطوط"، معاشرتی جبر، فرسودہ روایات اور منافقت کے خلاف ایک گہرے احتجاج اور فکری شعور کا مظہر ہیں۔ خطوط کے اس آئینے میں ان کا باغیانہ، دوٹوک اور مکالماتی لب ولہجہ عورت کی داخلی اور خارجی کشمکش کو بخوبی آشکار کرتا ہے۔ کشور ناہید اردو ادب کی ان شخصیات میں شمار ہوتی ہیں جنہوں نے عورت کی زندگی، اس کے دکھ اور خواب کو اپنی شاعری اور نثر کا محور بنایا۔ وہ ۱۹۴۰ء کو بلند شہر (بھارت) میں پیدا ہوئیں اور تقسیمِ ہند کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان آ گئیں۔

"قیام پاکستان کے بعد سے، ابا کی رہائی تک کا زمانہ عجب پابہ رکابی دور تھا [1]

بچپن کے وہ دن اور تقسیم کے المیے نے ان کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا، یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں حساسیت، بے خوفی اور سماجی شعور نمایاں ہے۔

انہوں نے لاہور میں تعلیم حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے معاشیات میں ماسٹرز کیا۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کا مطالعہ وسیع رہا۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ ہر کتاب پڑھتی تھیں جو ان کے ہاتھ لگتی، چاہے وہ لغت ہو یا عالمی ادب۔ یہی مطالعہ بعد میں ان کے ادبی شعور کی بنیاد بنا۔

کشور ناہید کا پہلا شعری مجموعہ لبِ گویا (۱۹۶۸ء) تھا، جس نے انہیں نمایاں شاعرہ کے طور پر متعارف کروایا۔ اس کتاب کو آدم جی ادبی انعام بھی ملا۔ اس کے بعد ان کے کئی شعری مجموعے اور نثری کتابیں سامنے آئیں جن میں ہم گناہگار عورتیں، بدن دریدہ، بری عورت کی کتھا، عورت اور مرد کا رشتہ، اور عورت، خواب اور خاک کے درمیان شامل ہیں۔ ان کتابوں میں عورت کی زندگی، آزادی کی جستجو اور سماج کے ساتھ اس کا تناؤ بڑی شدت کے ساتھ ملتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وہ صرف شاعرہ نہیں بلکہ ایک فعال ادیب اور منتظم بھی رہی ہیں۔ انہوں نے ماہ نور سالے کی ادارت کی اور پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس کی ڈائریکٹر جنرل کے طور پر بھی کام کیا۔ بعد ازاں انہوں نے خواتین کی معاشی خود مختاری کے لیے ہوا (Hawwa) نامی تنظیم قائم کی، جس کے ذریعے خواتین کو دستکاری اور ہنر کے مواقع فراہم کیے گئے۔

کشور ناہید کی شاعری اور نثر کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کی نسائی فکر اور مزاحمتی لہجہ ہے۔ وہ عورت کے سکوت کو توڑ کر اسے اپنی زبان عطا کرتی ہیں۔ جیسا کہ پروفیسر اختر اورینوی نے اپنی تنقیدی تحریر میں لکھا ہے کہ:

"کشور ناہید نے اردو شاعری میں عورت کو پہلی بار اس کی اپنی آواز دی، جس نے اسے رومانوی تصور سے نکال کر ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا۔"(۲)

اپنی ادبی اور سماجی خدمات کے اعتراف میں انہیں حکومتِ پاکستان نے ستارۂ امتیاز سمیت کئی اعزازات دیے۔ آج بھی وہ اردو ادب میں ایک جرات مند اور بے باک آواز کے طور پر جانی جاتی ہیں، جو عورت کے حق اور آزادی کی ترجمان ہے۔

کشور ناہید کی نسائی فکر: خطوط کے آئینے میں:

کشور ناہید کی نثری تخلیقات خصوصاً بری عورت کے خطوط ان کی نسائی فکر کا عکاس ہیں۔ یہ خطوط عورت کے شعور، خود آگاہی، آزادی، اور شناخت کے سفر کو بیان کرتے ہیں۔ ان میں عورت کی داخلی کائنات کے ساتھ ساتھ سماجی و ثقافتی جبر کا ادراک بھی نمایاں ہے۔

کشور ناہید کے خطوط میں سے "عمر کی سیڑھیاں" عورت کی ذاتی اور معاشرتی جدوجہد کی ایک ایسی کہانی ہے جو ہر ورکنگ ویمن کی آواز بن جاتی ہے۔ اس خط میں ایک ماں اپنی غیر پیدا شدہ بیٹی سے مکالمہ کرتی ہے اور اسے بتاتی ہے کہ زندگی کی حقیقتیں کس طرح عورت کو گھیر لیتی ہیں۔ اقتباس میں ایک طرف ماں کی خواہش ہے کہ وہ اپنے خوابوں کو پورا کرے، دوسری طرف خاندان، سماج اور مردانہ رویے ہیں جو اس کی آزادی کو بوجھ میں بدل دیتے ہیں۔

ماں کہتی ہے کہ جب وہ سرکاری نوکری کر رہی تھی، اس پر الزام لگتا کہ بچوں کو وقت نہیں دیا۔ سسرال والے ذمہ داریوں کو اس کے کندھوں پر ڈال دیتے۔ پھر بھی عورت اپنے وجود کو منوانے کی جدوجہد جاری رکھتی ہے۔ یہاں عورت کے وجود کا سوال ہے، کہ وہ ایک ماں، بیوی اور بہو ہونے کے ساتھ ساتھ ایک انسان بھی ہے۔

اس اقتباس میں زبان نہایت سادہ مگر طنزیہ و تنقیدی ہے۔ بیانیہ مکالمے کی شکل میں ہے جس سے قاری کو براہ راست احساس ہوتا ہے کہ جیسے ماں اپنی بیٹی سے بات کر رہی ہے۔ "عمر کی سیڑھیاں" دراصل عورت کی ترقی اور تجربات کی علامت ہے۔ معاشرتی رویوں پر طنز کرتے ہوئے وہ کہتی ہے:

"تمہارے بیٹے کہتے ہیں کہ تم پارٹیوں، محفلوں، مشاعروں، دفتروں اور میٹنگوں میں مصروف رہی، تم نے تو وقت ہی نہیں دیا اپنے بچوں کو۔" (۳)

یہ جملہ اس دوہرے معیار کو بے نقاب کرتا ہے کہ عورت کے کام کرنے پر ہمیشہ انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں، چاہے وہ گھر سنبھالے یا باہر نوکری کرے۔ مزید یہ اقتباس عورت کی مذہبی و فکری آزادی کو بھی چھوتا ہے۔ وہ لکھتی ہے:

"میں موجود ہوں اس یقین کے ساتھ کہ خدا نے مجھے پیدا کیا، وہی مجھے واپس بلائے گا، میرے اور اس کی دوستی اعتماد اور ایک دوسرے سے تعلق بہت گہرا ہے۔" (۴)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہ جملہ عورت کے اندرونی روحانی رشتے کو ظاہر کرتا ہے جو محض تقلیدی مذہبیت پر مبنی نہیں بلکہ شعور اور علم کی جستجو پر مبنی ہے۔

کشور ناہید یہاں عورت کے عشق اور تجربات کی تلخیوں کا ذکر بھی کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ محبت اکثر دھوکے اور ریاکاری میں بدل جاتی ہے:

"اب کم آنکھیں تھیں جن میں شرکا سرما تحریر نہیں تھا، وہ بھی بظاہر پاکیزگی کا لبادہ رکھتے تھے احترام اور محبت کی چاشنی کے ورق لگاتے تھے، مگر تنہائی میں سانپ پھن اٹھالیتا تھا۔"(۵)

یہ اقتباس نہ صرف عورت کے جذباتی تجربات کو بیان کرتا ہے بلکہ مردانہ معاشرتی رویوں کی منافقت کو بھی نمایاں کرتا ہے۔

یہ خط ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ عورت کی زندگی محض ایک کردار یا ذمہ داریوں کے مجموعے کا نام نہیں، بلکہ اس کا بھی حق ہے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے خوابوں کو پورا کرے۔ معاشرہ عورت کو ہمیشہ ذمہ داریوں کے طوق میں جکڑتا ہے مگر پھر بھی عورت اپنی فکری اور تخلیقی قوت کے ذریعے زندہ رہتی ہے۔

عورت کو صرف ماں یا بیوی کی نظر سے دیکھنے کے بجائے ایک انسان سمجھنا چاہیے۔

کشور ناہید اپنی کتاب عورت مرد کا رشتہ میں اسی حوالے سے کہتی ہیں کہ

"جب کہ لڑکی کی ذات کو بطور فرد واحد نابود اور دوسروں کے کام آنے والی مشین اور پھرکنی میں ڈھلنے کی تربیت اور دوسروں کی رضا حاصل کرنے کا گر سکھینے والی چابی کی گڑیا سمجھا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر اس کو بھی ازادی دی جائے تو یقینا اس میں بھی وہی ہمت اور وہی حوصلہ مندی اُسکتی ہے جو ایک لڑکے میں ہے۔"(۶)

معاشرتی رویوں کو بدلنے کی ضرورت ہے تاکہ عورت اپنے وجود اور خوابوں کو آزادانہ طور پر جی سکے۔

محبت اور رشتے تبھی معتبر ہوتے ہیں جب ان میں خلوص اور سچائی شامل ہو، ورنہ یہ زہر بن جاتے ہیں۔

عورت کی جدوجہد ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ زندگی کی سیڑھیاں آسان نہیں ہوتیں، مگر حوصلہ اور شعور انسان کو آگے بڑھاتے ہیں۔

یوں "عمر کی سیڑھیاں" ایک عورت کی ذاتی کہانی نہیں بلکہ ہر اس عورت کی کہانی ہے جو سماج میں اپنے مقام کے لیے لڑ رہی ہے۔

کشور ناہید کا شمار ان ادیبوں اور شاعروں میں ہوتا ہے جنہوں نے عورت کی ذات، اس کے دکھ اور اس کی حقیقت کو بے خوفی کے ساتھ بیان کیا۔ ان کا خط "پہلے ذائقوں کا طلسم" نہ صرف ذاتی زندگی کا اعتراف ہے بلکہ اجتماعی تجربات اور نسائی شعور کا نمائندہ بھی ہے۔ یہ خط بیٹی کے نام لکھا گیا ہے۔

اس خط میں کشور ناہید اپنے بچپن، جوانی اور بڑھاپے تک کے تجربات کو سچائی کے ساتھ بیان کرتی ہیں۔ وہ اپنے بچپن کی تلخیاں یاد کرتی ہیں جب انہیں گھر کی سب سے بدشکل لڑکی کہا گیا، بھوک اور محرومی ان کے ساتھ رہی، اور تعلیم کے لیے پرانی کتابوں پر گزارا کرنا پڑا۔ لیکن یہی تلخیاں ان کی تخلیقی قوت کا ذریعہ بنیں۔ وہ لکھتی ہیں:

"میں سمندر، جزیرہ، آسمان اور خدا کی طرح ہی ہوں: اکیلی، الگ، مختلف اور موجود۔"(۷)

یہ جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ذات کو نہ صرف پہچانا بلکہ اسے اپنی شناخت بنایا۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

خط میں وہ سیاسی و سماجی واقعات کا بھی ذکر کرتی ہیں: قیامِ پاکستان کے فسادات، سقوطِ ڈھاکہ، ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کی جنگیں، فلسطین، عراق اور افغانستان کے المیے۔ وہ کہتی ہیں:

"تاریخ بنتی نہیں ہے، دنیا برباد ہوتی ہے، تاریخ بننے کا نام پاتی ہے۔" (۸)

یہ جملہ تاریخ اور انسانیت پر ان کی گہری نظر کا غماز ہے۔

کشور ناہید اپنے خط میں عورت کی ذات کو مرکزی نکتہ بناتی ہیں۔ وہ واضح کرتی ہیں کہ عورت کی زندگی میں سب سے بڑی جدوجہد اپنی شناخت اور عزت کی جنگ ہے۔ ان کے نزدیک عورت کو صرف محبت، گھر اور رومانوی تعلقات تک محدود کرنا اس کی توہین ہے۔ وہ کہتی ہیں:

"بچوں سے جنگ کے مجھے تمہارا پیار چاہیے، معاشرے سے جنگ کے مجھے اور ساری عورتوں کو عزت چاہیے۔ (۹)

یہ جملہ نہ صرف عورت کی اصل خواہش کو بیان کرتا ہے بلکہ پورے سماجی ڈھانچے پر سوال بھی کھڑا کرتا ہے۔

ادبی سطح پر یہ خط خود نوشت، شاعرانہ اعتراف اور نسائی بیانیے کا حسین امتزاج ہے۔ کشور ناہید نے "میں" کے صیغے کو بار بار استعمال کر کے عورت کی انفرادی شناخت کو مضبوط کیا ہے۔ اس "میں" میں ان کی ذاتی کہانی بھی ہے اور اجتماعی عورت کی کہانی بھی۔

زبان میں کڑواہٹ اور نرمی دونوں موجود ہیں۔ کبھی وہ بھوک، محرومی اور جسمانی استحصال پر براہِ راست بات کرتی ہیں، اور کبھی وہ اپنی شاعری کی طرح استعارات میں گفتگو کرتی ہیں۔

خط میں تاریخی حوالوں اور ذاتی اعترافات کا امتزاج اسے زیادہ باوقار اور ادبی بنا دیتا ہے۔

ان کا یہ اعتراف:

"ہر وہ شخص جو مجھے چھونا چاہتا تھا اور جس نے آنے بہانے مجھے چھوا، میں اس ساری تفصیل کو کیسے لکھ سکتی ہوں" (۱۰)

عورت کے جسمانی استحصال کو بے نقاب کرتا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی اٹھاتا ہے کہ عورت اپنے تجربات کو ادب میں کس حد تک بیان کر سکتی ہے۔

یہی وہ فکری جرات ہے جس نے کشور ناہید کو اردو ادب میں منفرد مقام دیا۔

خط "پہلے ذائقوں کا طلسم" محض ایک ماں کا بیٹی کو لکھا ہوا خط نہیں بلکہ عورت کی صدیوں پرانی جدوجہد کا آئینہ ہے۔ اس میں ذاتی زندگی کے دکھ، سیاسی تاریخ کے زخم، اور عورت کی شناخت کے سوال سب ایک ساتھ موجود ہیں۔

اس خط سے یہ سبق ملتا ہے کہ:

عورت کو اپنی شناخت اور تجربات کو کبھی چھپانا نہیں چاہیے۔

تاریخ کی اصل تحریر عورت کی آواز اور اس کی جدوجہد کے بغیر نامکمل ہے۔

ادب وہ جگہ ہے جہاں عورت اپنے سب سے ذاتی اور سب سے اجتماعی دکھ کو امر کر سکتی ہے۔

کشور ناہید نے اپنی بیٹی کو خط لکھتے ہوئے دراصل آنے والی نسلوں کو یہ پیغام دیا کہ عورت کی اصل طاقت اس کا سچ اور اس کی جرأتِ اظہار ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کیشور ناہید کا یہ خط "پوری عورت کی تلاش" عورت کی صدیوں پر محیط جدوجہد اور اس کی سماجی، فکری اور وجودی تلاش کا عکاس ہے۔ اس میں عورت کی زندگی کے مختلف تضادات کو سامنے لایا گیا ہے: آزادی کے دعوے اور سماجی غلامی، مساوات کے وعدے اور عملی تفریق، اور عورت کی شناخت کے بحران۔ خط میں عورت کے دکھ، خواب، جدوجہد اور مردانہ معاشرت کی سختیاں ایک ساتھ پیش کی گئ۔

مصنفہ کہتی ہیں: "آزادی اور مساوات کو الگ الگ پلڑوں میں رکھ کر تو تولتے ہیں" (۱۱)

یہ جملہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں مساوات کا تصور محض دکھاوے کا ہے عورت کی سب سے بڑی قربانی اور اس کے کردار کو صرف ماں بننے تک محدود کرنے پر کیشور ناہید سوال اٹھاتی ہیں:

"ماں بننا کوئی قابلِ فخر بات ہے یا ایک سزا ہے جو اسے گھر میں بند کرنے کے لیے معاشرے اور مرد دونوں نے ایجاد کی ہے" (۱۲)

یہ اقتباس عورت کی زندگی میں مسلط کی جانے والی جھوٹی تقدیس اور جبر کو ظاہر کرتا ہے۔

خط میں عورت کی مختلف شکلیں دکھائی گئی ہیں: وہ جو "بطور سکین ور کر زکام کرتی ہیں"، وہ جو مردوں کے ظلم اور استحصال کا شکار ہیں، اور وہ بھی جنہیں اپنے ہی بھائی اور باپ تحفظ نہیں دیتے۔ مصنفہ نے یہ دکھ بھری تصویر پیش کرتے ہوئے کہا:

"میں نے بہت بہت دور جا کر تلاش کیا شاید دنیا کے کسی کونے میں مجھے پوری عورت مل جائے"(۱۳) خط میں بتایا گیا ہے کہ عورت کو کہیں مذہب کے نام پر، کہیں غیرت کے نام پر، اور کہیں سرمایہ دارانہ نظام کے استحصال کے تحت غلام بنایا گیا ہے:

"سرمایہ دارانہ نظام نے ایک نئی تجارت کو جنم دیا... تیسری دنیا کی عورت کی تجارت کو اور زیادہ فروغ دیا" (۱۴)

عورت کی خود شناسی سے نفرت

مصنفہ آج کے مرد کے بارے میں کہتی ہیں:

"ہمارے زمانے کے مرد ان عورتوں سے نفرت کرتے ہیں جو خود شناس ہوتی ہیں" (۱۵)

یہ جملہ مردانہ معاشرے کے اس خوف کو ظاہر کرتا ہے کہ عورت اپنی شناخت اور آزادی کو پہچان لے۔

عورت کو صرف ماں، بیٹی یا بیوی کے کردار میں محدود کرنا ظلم ہے۔

مساوات کے کھوکھلے نعرے حقیقت میں عورت کی حالت بہتر نہیں کرتے۔

عورت کو اپنی پہچان، آزادی اور خود مختاری کے ساتھ تسلیم کیا جانا چاہیے۔

سماج اس وقت تک متوازن نہیں ہو سکتا جب تک عورت کو مکمل انسان تسلیم نہ کیا جائے

خط "پوری عورت کی تلاش" عورت کی صدیوں پر محیط تلاش کا دستاویزی ثبوت ہے۔ اس میں عورت کی جدوجہد، اس کے خواب، اور معاشرتی جبر کے خلاف اس کی مزاحمت کو بڑے جرات مندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ خط قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ آخر کب تک عورت کو ادھورا انسان سمجھا جائے گا؟ اور کب وہ اپنی مکمل شناخت اور آزادی حاصل کر سکے گی؟

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حوالہ جات

۱۔ کشور ناہید، بری عورت کے خطوط، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ۲۴۔
۲۔ اختر اورینوی، اردو کی نئی نظم، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۵۴۔
۳۔ کشور ناہید، بری عورت کے خطوط، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ۲۰۔
۴۔ ایضاً، ۲۱۔ ۵۔ ایضاً، ۲۲۔
۶۔ کشور ناہید، عورت مرد کا رشتہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء، ۱۴۷۔
۷۔ کشور ناہید، بری عورت کے خطوط، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ۲۸
۸۔ ایضاً، ۳۰۔ ۹۔ ایضاً، ۳۰۔
۱۰۔ ایضاً، ۳۲۔ ۱۱۔ ایضاً، ۳۵۔
۱۲۔ ایضاً، ۳۵۔ ۱۳۔ ایضاً، ۳۶۔
۱۴۔ ریاض فہمیدہ، بدن دریدہ: تقابلی مطالعہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۵۲۔
۱۵۔ بووآر، سیمون دی۔ دی سیکنڈ سیکس۔ ترجمہ: کانسٹانس بورڈ اور شیلا مالووانی۔ لندن: وِنٹیج کلاسکس، ۲۰۱۵، ۱۷۶۔

BIBLIOGRAPHY

- Naheed, Kishwar. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1994.
- Aurenwi, Akhtar. Urdu Ki Nai Nazm. Karachi: Anjuman Taraqqi-e-Urdu.
- Naheed, Kishwar. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- Naheed, Kishwar. Aurat Mard Ka Rishta. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2018.
- Naheed, Kishwar. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- ibid. Buri Aurat Ke Khutoot. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2013.
- Riaz, Fahmida. Badan Dareeda: Taqabli Mutalia. Lahore: Sang-e-Meel Publications.
- de Beauvoir, Simone. The Second Sex. Translated by Constance Borde and Sheila Malovany-Chevallier. London: Vintage Classics, 2015

☆☆☆☆☆